بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ دائمہ مستمرہ کے خلاف تحریر کردہ رسوائے زمانہ کتاب

''تحقیقات'' کا علمی، تحقیقی، متین، مسکت مسقط اور ترکی بہ ترکی جواب

المعروف بہ

تنبیہات

بجواب

تحقیقات

جلد اول

از قلم

پاسبان عظمت حبیب رحمان

مفتی عبد المجید خان سعیدی رضوی

صدر شعبہ تدریس افتاء و مہتمم جامعہ غوث اعظم و جامعہ سعیدیہ و خطیب جامع مسجد نوری

رحیم یار خان سٹی (پنجاب، پاکستان)

قادریہ پبلشرز کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیّدِ عالم ﷺ کی نبوۃ دائمہ مستمرہ کے خلاف تحریر کردہ رسوائے زمانہ کتاب ''**تحقیقات**'' کا علمی، تحقیقی، متین، مسکت، مسقط اور ترکی بہ ترکی جواب

تنبیہات

الاخیار علی التوھمات باسم التحقیقات فی نبوۃ سیّد الابرار

(صلوات اللہ وتسلیماتہ علیہ وعلی آلہ الاطائب واصحابہ الاطھار)

فی عالمی الحقائق والارواح والذروسائر الادوار

المعروف بہ

تنبیہات ــــ بجواب ــــ تحقیقات

جلد اوّل

(تفصیل مسئلہ واثبات مدّعا)

از قلم

پاسبان عظمتِ حبیب رحمان **مفتی عبدالمجید خان سعیدی رضوی** بارک اللہ لہ وفیہ علیہ وکل مالہٗ

صدر شعبہ تدریس وافتاء و مہتمم جامعہ غوثِ اعظم و جامعہ سعیدیہ و خطیب جامع مسجد نوری

رحیم یار خاں سٹی (پنجاب، پاکستان)

قادریہ پبلشرز O کراچی

نام کتاب: تنبیہات ـــــ بجواب ـــــ تحقیقات (جلد اوّل)

مصنف: حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالمجید خان سعیدی رضوی

پروف ریڈنگ: مولانا محمد احمد قادری مدرس۔ محمد عمران غوری متعلم جامعہ غوثِ اعظم رحیم یار خان

اشاعت نمبر مع تاریخ: حصہ اوّل اشاعت دوم، حصہ دوم اشاعت اوّل۔ شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ جون ۲۰۱۴ء

صفحات: ۱۰۹۶

ناشر: قادریہ پبلشرز، کراچی

باہتمام: فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا سیّد مظفر حسین شاہ صاحب قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ (کراچی)

کتاب ملنے کے پتے

- O کاظمی کتب خانہ (عقب جامعہ غوثِ اعظم، متصل جامع مسجد نوری، شاہی روڈ رحیم یار خان)
- O مکتبہ برکات المدینہ (بہادرآباد کراچی) O مکتبہ غوثیہ ہول سیل (سبزی منڈی کراچی)
- O اویسی بک سٹال (جامع مسجد رضائے مجتبیٰ (پیپلز کالونی، گوجرانوالہ) O ضیاء الدین پبلشرز، کھارادر، کراچی
- O ادارہ صراطِ مستقیم پبلی کیشنز (٦-۵ مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور) O مکتبہ رضویہ، آرام باغ، کراچی
- O مکتبہ نوریہ رضویہ (گلبرک-A فیصل آباد) O مسلم کتابوی (داتا دربار مارکیٹ لاہور) O مکتبہ زاویہ، لاہور
- O شبیر برادرز (اردو بازار لاہور) O مکتبہ مہریہ کاظمیہ نزد جامعہ انوارالعلوم، قذافی چوک (ملتان)
- O مکتبہ قادریہ رضویہ لاہور O مکتبہ اہل سنت نزد جامعہ عنائتیہ (خانیوال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اجمالی فہرست عنوانات کتاب ہٰذا

(حصہ اوّل)

مقدمۃ الکتاب

یعنی پہلے پڑھنے کی بعض ضروری باتیں

مؤلف یا مصنف "تحقیقات" کون؟

بعض احباب اس شش و پنج میں ہیں کہ معلوم نہیں کہ ''تحقیقات'' مولانا اشرف صاحب کی کتاب ہے بھی سہی یا نہیں بلکہ فاضل نوجوان صاحبزادہ علامہ مفتی سیّد محمد ارشد شہزاد بخاری سلمہ ربّہ آف جڑانوالہ وغیرہ نے بعض فضلاء کے حوالہ سے بتایا کہ ان کا کہنا یہ ہے کہ کتاب ''تحقیقات'' مولانا کی تصنیف یا تالیف نہیں یہ محض ان کے نام منسوب ہے جو دراصل ان کے بیٹے مولوی غلام نصیر الدین صاحب کی کارگزاری ہے جن کے آگے موصوف بے بس ہیں اور ان کے ہاتھوں یرغمال بنے ہوئے ہیں کیونکہ بقول البعض ان کے بیٹے نے انہیں دھمکی دے رکھی ہے کہ اگر انہوں نے مسئلہ ہذا میں اس کے موقف کے خلاف رائے دی یا رجوع کے نام سے کوئی قدم اٹھایا تو وہ خودکشی کر لے گا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ہمیں اس سے بحث نہیں ہم نے یہاں صرف یہ بتانا ہے کہ ان حضرات کا یہ عندیہ محض ان کی خوش فہمی ہے جو سراسر خلاف واقعہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب خود موصوف کا ہی کیا دھرا ہے۔ بیٹے کا حوالہ اگر خود ان سے ثابت ہوتو یہ محض اپنی کمزوریوں کو چھپانے کا حیلہ ہے۔

موصوف کے مؤلف یا مصنف تحقیقات ہونے کے بعض دلائل حسبِ ذیل ہیں:

مولانا اشرف صاحب کے مؤلف یا مصنف تحقیقات ہونے کے دلائل:

دلیل نمبر ۱: ان سے اس کے مؤلّف یا مصنف ہونے کے انکار کا کوئی صریحی دستاویزی ثبوت نہیں ہے ومن ادّعیٰ فلیأت بہٖ۔

دلیل نمبر ۲،۳: موصوف نے نفسِ مسئلہ کے متعلق عزیزم مولانا محمد سلیم اسد صاحب کے نام اپنے وضاحتی مکتوب میں نیز اپنی کتاب ہدایۃ المتذبذب الحیران میں (جس کے مطالعہ کا مکتوب مذکور میں انہوں نے

مشورہ بھی دیا) دونوں میں مسئلہ ہٰذا کے بارے میں بیان کیا گیا موقف بعینہٖ وہی ہے جو تحقیقات میں مذکور ہے یعنی آپ ﷺ کا چالیس برس تک معاذ اللہ نبی نہ ہونا محض ولی ہونا وغیرہ۔

دلائل بھی ایک ہی نوعیت کے ہیں جو مانحن فیہ کی دلیل ہے۔

دلیل نمبر۴: تحقیقات کی اوّلین اشاعت اپریل ۲۰۱۰ء/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ میں ہوئی جب کہ اس کا دوسرا ایڈیشن نومبر ۲۰۱۰ء/ ذوالحج ۱۴۳۱ھ کو شائع ہوا۔ دونوں پر مصنف کے طور پر موصوف ہی کا نام لکھا ہے اور ملک کے گوشہ گوشہ میں اختلاف کی آگ انہی کے نام سے لگی ہوئی ہے۔ جس پر تحریراً تقریراً لے دے ہو رہی ہے بایں ہمہ موصوف نے اس سے اظہار برأت نہیں کیا۔

آخر اس کی تردید نہ کرنے کی وجہ؟ یا کیا کوئی بدنامی بھی مول لیتا ہے؟ جب کہ معرض بیان میں سکوت' بیان ہی ہوتا ہے۔ بیٹے کے خوف سے خاموشی کی خبر درست ہے تو کیا یہ مداہنت اور حق پوشی نہیں؟

دلیل نمبر۵: تحقیقات میں ''سخن اوّلین'' کے زیر عنوان موصوف کے ایک تلمیذ نے (جس نے اشاعت اوّل میں اپنا نام ظاہر نہ کیا تھا اور اشاعت دوم میں محمد سہیل احمد سیالوی لکھا ہے) بھی یہی لکھا ہے کہ کتاب ہٰذا موصوف کی تصنیف یا تالیف ہے۔ مذکور کے لفظ ہیں:

''حضرت اشرف العلماء نے پیش نظر کتاب میں اس دعویٰ پر (الیٰ) بھرپور گفتگو کی ہے''۔

نیز

''حضرت اشرف العلماء نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا' اکابر کی ترجمانی کی ہے''۔

(اشاعت اوّل' صفحہ ۱۳' ۱۴۔ اشاعت دوم صفحہ ۱۶)۔

تو کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ ''اشرف العلماء'' نے کسی دوسرے کی تصنیف میں بھرپور گفتگو اور اکابر کی ترجمانی کی ہے؟

دلیل نمبر۶: موصوف کے ایک اور تلمیذ نے قائلِ نبوّت حضرت مفتی مظہر اللہ سیالوی صاحب مدظلّہ (پرنسپل جامعہ سیال شریف) کے ردّ اور موصوف کے دفاع میں الزلۃ التدھیس میں جگہ جگہ تحقیقات کو ان کی تصنیف اور موصوف کو اس کا مصنف گردانا ہے۔ چنانچہ اس کے صفحہ ۶ پر لکھا ہے کہ ''علامہ محمد اشرف صاحب سیالوی زیدہ مجدہٗ نے اپنی کتاب تحقیقات میں (الیٰ) فرمایا ہے''۔

نیز رسالہ مذکورہ کے آخر میں کتاب مذکور کا نمایاں اشتہار دے کر موصوف کا نام بطور مصنف درج کیا گیا اور کتاب کی قیمت -/۲۸۰ روپے بتا کر لوگوں کو اس کے خریدنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ تو کیا یہ سب اس لیے کیا گیا ہے کہ کتاب مذکور موصوف کی تصنیف اور موصوف اس کے مصنف نہیں ہیں؟

دلیل نمبر ۷: اسی طرح موصوف کے ایک اور فیض یافتہ زبدۃ المصنفین غلام حسن صاحب نے بھی اپنے رسالہ ''حضرت مولا پیر محمد چشتی صاحب'' خدارا انصاف'' میں تحقیقات کو موصوف کی تصنیف اور موصوف کو اس کا مصنف مانتے ہوئے اس کا دفاع کیا ہے۔

دلیل نمبر ۸: تحقیقات کی اوّلین اشاعت میں صفحہ ۶ اور صفحہ ۲۴۶ پر لکھا ہے:

''تتمہ از صاحبزادہ علامہ غلام نصیر الدین سیالوی''۔

اسی طرح اس کی اشاعت دوم کے صفحہ ۸ اور صفحہ ۳۵۶ پر بھی یہ الفاظ لکھے ہیں۔

مزید اس کے صفحہ ۸ اور صفحہ ۳۸۰ پر یہ الفاظ ہیں: تتمہ تکملہ ثانیہ از عمدۃ العلماء علامہ صاحبزادہ غلام نصیر الدین سیالوی''۔

جس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ اشاعتِ اوّل کے صفحہ ۲۴۶ اور اشاعت دوم کے صفحہ ۳۸۰ سے آگے کا حصہ ہی (جو مع اضافات جدیدہ تقریباً تیس صفحات پر مشتمل ہے) صاحب زادہ مذکور کا لکھا ہوا ہے اور بقیہ ٹوٹلی طور پر موصوف کا تحریر کردہ ہے۔

الغرض اگر یہ کتاب موصوف کی تصنیف یا تالیف نہیں ہے تو اس کے صرف ایک قلیل حصہ کو غلام نصیر الدین صاحب سے مختص کرنے اور اسے تتمہ اور تکملہ کا عنوان دینے کا کیا معنٰی؟

دلیل نمبر ۹: مانحن فیہ کی ایک زبردست دلیل یہ بھی ہے کہ موصوف نے اپنے حلقۂ اثر کے کئی علماء سے کتاب مذکور پر تقریظیں حاصل کر کے انہیں اشاعت دوم میں شامل کیا ہے جن میں انہوں نے کھلے لفظوں میں کتاب مذکور کو موصوف کی لاجواب تصنیف و تالیف اور انہیں اس کا بے بدل مصنف و مؤلّف قرار دے کر ان کی تعریفوں کے پل باندھ دیئے ہیں۔

تو اتنے مقدس حضرات نے ان سے جھوٹ کو منسوب کرنے پر کیسے اتفاق کر لیا اور انہیں ان سے کیا دشمنی تھی کہ جس کا وہ ان سے بدلہ لے رہے ہیں؟ پھر اس کے باوجود موصوف نے ان کے خلاف مقدمہ کیوں نہیں کیا یا کم از کم ان سے اظہارِ برأت کیوں نہیں کیا؟

○ چنانچہ بزرگ عالم دین تلمیذِ ارشد حضرت محدّث پاکستان، مناظر اسلام حضرت علامہ مفتی عبدالرشید رضوی علیہ الرحمۃ آف جھنگ سے منسوب تقریظ میں موصوف کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے ''جو تحقیق انیق کی ہے کامل و اکمل ہے'' (ملخصاً) ملاحظہ ہو (صفحہ ۱۸)۔

اقول: منسوب اس لیے کہا ہے کہ حضرت علامہ رضوی علیہ الرحمۃ نے وفات سے قبل اس سے رجوع

فرمالیا نیز ان سے یہ تحریر کیسے حاصل کی گئی؟ اس کا ایک پس منظر ہے جس کی تفصیل حضرت علامہ کے تلمیذ رشید حضرت مفتی نصیر الدین حسنی دامت برکاتہم کی زبانی کتاب ہٰذا (تنبیہات) پر دی گئی ان کی تقریظ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

○ مقرظ مولانا صالح محمد نقشبندی (میانہ میانوالی) کے لفظ ہیں: ''محسن اہلِ سنّت علامہ محمد اشرف سیالوی کے دلائل کو بغور پڑھنے کا موقع ملا اور نہایت مضبوط پایا''۔

نیز ''التحقیقات پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ (الیٰ) للہ در المصنف'' (صفحہ ۱۹،۲۰)۔

مقرظ علامہ عمر حیات باروی (چوبارہ) کے لفظ ''اشرف العلماء محمد اشرف سیالوی کی نئی تصنیف تحقیقات کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا (ملخصاً) (صفحہ ۳۲)۔

○ مقرظ غلام حسن صاحب (لاہور) کہتے ہیں: ''فقیر نے اشرف العلماء کی تازہ کتاب دیکھی''۔ (صفحہ ۲۹)۔

○ مقرظ مولانا غلام محمد بندیالوی شرقپوری صاحب (شرقپور شریف) نے القاب وآداب کے بعد یوں قصیدہ خوانی فرمائی: ''علامہ محمد اشرف سیالوی نے تحقیقات لکھ کر بہت بڑا احسان فرمایا جس کا بدلہ چکانے سے اُمّت مصطفویہ عاجز وقاصر ہے (ملخّصاً)۔ سبحٰن اللہ۔

○ مقرظ مسمّی علامہ محمد اقبال مصطفوی صاحب (لاہور) لکھتے ہیں کہ: ''اشرف العلماء نے اپنی کتاب مستطاب تحقیقات میں مضبوط دلائل قائم کئے ہیں''۔ (ملخّصاً) (صفحہ ۴۰)۔

○ مقرظ مفتی محمد رشید چشتی (آف سرگودھا) کا کہنا ہے کہ: ''میں نے آپ کی تازہ کتاب تحقیقات کا بنظر غائر مطالعہ کیا ہے۔ (ملخّصاً) (صفحہ ۴۶)۔

○ مقرظ مولانا علی احمد سندیلوی (آف لاہور) کا بیان ہے کہ: ''اشرف العلماء کی ایک تالیف تحقیقات مارکیٹ میں آئی ہے (الیٰ) کتاب شائع کر کے بہت اچھا کیا اور اہل سنّت پر بڑا احسان کیا ہے۔ (ملخّصاً) (صفحہ ۴۸،۴۹)۔

ان سطور سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ موصوف کے حلقۂ اثر کے یہ سب معتمد علماء اس پر متفق ہیں جس میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے کہ تحقیقات کے مصنف وہ خود ہی ہیں۔

● **دلیل نمبر۱۰:** علماء اہلِ سنّت (قائلینِ نبوّت) آف لاہور نے مسئلہ ہٰذا میں تنازع کے ختم کرانے کی غرض سے مولانا علامہ پیر محمد چشتی صاحب آف پشاور کو حکم مقرر کر کے اپنے اپنے لیٹر پیڈز پر لکھ کر دیا کہ وہ ان

کے فیصلہ کو تسلیم کریں گے جس کی بنیاد ان کی کتاب تحقیقات ہی بنی۔ موصوف نے اپنے قلم سے مولانا چشتی صاحب کو مخاطب کر کے زیر دستخطی یہ الفاظ لکھ کر دیئے:

''نبی الانبیاء ﷺ کی عالمِ ارواح اور عالمِ اجسام والی نبوّت کے متعلق بندہ نے اپنا موقف کتاب و سنّت اور اکابرین اُمت کے ارشادات کی روشنی میں واضح کر دیا ہے اگر علماء اسلام نے اس کا مطالعہ فرمایا ہوا اور اس میں انہیں کوئی اختلاف ہو تو وہ اپنے موقف کے دلائل و براہین بیان فرمادیں' بندہ کو کھلے دل سے ان کے برحق اور برمحل ہونے کی صورت میں اقرار و اعتراف کے لیے تیار پائیں گے اور میں جناب کو اس معاملہ میں حَکَم اور فیصل تسلیم کرتے ہوئے آپ کے فیصلہ پر بھی انشاء اللہ تعالیٰ خلوصِ نیت سے عمل کی سعی مشکور سے دریغ نہیں کروں گا''۔

نوٹ: موصوف کی اس تحریر کا عکس ماہنامہ آوازِ حق پشاور (شمارہ ۱۰۰' جلد ۱۲' مطبوعہ فروری ۲۰۱۱ء)۔ میں شائع ہوا ہے جو مولانا چشتی صاحب ممدوح کے زیر سرپرستی چلتا ہے۔

یہ بھی کتاب مذکور کے موصوف کی تصنیف ہونے کی دلیل ہے ورنہ معاملہ کو طول دینے کی کیا ضرورت تھی' اتنا ہی لکھ دینا کافی تھا کہ وہ اس سے بریٔ الذمہ ہیں کیونکہ کتاب مذکور ان کی لکھی ہوئی ہی نہیں ہے جسے کسی نے لکھ کر ان کے نام لگا دیا ہے۔

دلیل نمبر ۱۲۱: موصوف کے مسلّم حَکَم مذکور نے بھی اپنے فیصلہ میں انہیں صفحہ ۱۱ پر' اس کا مصنف قرار دیتے ہوئے ان کے متعلق اپنا سخت عندیہ پیش کیا مثلاً ''میں نے برادرم کی اس موضوع پر لکھی ہوئی تحقیقات کے نام سے کتاب کو پڑھا''۔

نیز ''انہوں نے اسے پڑھ کر تقریظ لکھنے کی فرمائش بھی کی تھی''، کتاب کو پڑھنے کے بعد دل میں جو تأثر پیدا ہوا وحدہ لاشریک کو ہی علم ہے کہ مجھ پر کیا گزری''۔ چالیس سال سے پہلے نبی نہ تھے تقاضائے محبت و تعظیم' ادب کے منافی' اہل اسلام کے انداز سے بھی خلاف' بے ادبی کا موہم ان کی عظمت شان کے منافی ہے اور سوءِ ادب کی بو سے خالی نہیں۔ ایسے کلام کے جواز کا تصوّر ہی ممکن نہیں چہ جائیکہ اسے موضوعِ سخن بنایا جائے''۔

نیز عمر مبارک کے چالیس سال تک جسمانی نبوّت کی بالفعل نفی کرنا' اسے موضوعِ سخن بنانا ایک لحظہ کے لیے بھی نبی الانبیاء والمرسلین منبع النبوۃ والرسالۃ ﷺ سے نبوّت کی نفی کرنے کا تصوّر اسلام میں نہیں ہے''۔ (ملخّصاً) ملاحظہ ہو (ماہنامہ مذکور' صفحہ ۶' ۷' ۹' ۱۱)۔

اتنا سخت سست سننے کے باوجود انہوں نے پھر بھی اس کے اپنی تصنیف و تالیف ہونے سے انکار نہ کیا بلکہ اس کا جواب لکھ کر مصنف ہونے کی حیثیت سے اس کی ذمہ داری قبول کر لی جسے انہوں نے ''**کیا یہ فیصلہ ہے**'' کے نام سے موسوم کیا جس میں وجہ نہم میں تحقیقات کے اپنی تصنیف ہونے کی صراحت بھی کر دی۔ چنانچہ ان کے لفظ ہیں: ''میری کتاب کا اگر مطالعہ کر رکھا تھا اور میرے نظریہ سے واقف تھے اور اس کے خلاف تھے تو وہ خود فریق تھے ان کو ثالث بننے کا حق نہ تھا الخ۔ ملاحظہ ہو (صفحہ ۷ طبع دارالاسلام دکان نمبر ۵ لاہور تاریخ ندارد)۔

اقول: یہ سوچ جناب کو انہیں حکم کے طور پر قبول کرنے سے پہلے کیوں نہ آئی؟ یعنی ذہن شریف میں یہ تھا کہ فیصلہ جناب کے حق میں ہی آئے گا جو غلط نکلا تو لگے تبصرے کرنے۔

دلیل نمبر ۱۳: اس کے بعد ''**کیا یہ فیصلہ ہے**'' کا جواب مولانا چشتی نے اسی ماہنامہ کے شمارہ ۱۰۳ (جلد ۱۲ مطبوعہ مئی ۲۰۱۱ء) میں شائع کیا جس میں انہوں نے موصوف کو ایک بار پھر تحقیقات کا ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے انہیں ''تحقیقات کے درویش منش مصنف'' اور ''مصنف تحقیقات'' کر کے لکھا اور ان کے موقف کو مزید ''ناجائز و نامناسب اور عظمت شان نبوی ﷺ کے تقاضوں اور اکابرین اہلِ سنّت کے منافی بتایا۔ ملاحظہ ہو (صفحہ ۱۰، ۱۳، ۱۵، ۲۱ طبع پشاور)۔ پیر محمد چشتی صاحب زندہ باد۔

دلیل نمبر ۱۴: ہمارے اس موقف کی مزید دلیل یہ ہے کہ تحقیقات کے آغاز میں لکھا: ہے کہ ''کچھ عرصہ سے چند نوخیز واعظین کرام اور مقررین عظام اس طرح کا پروپیگنڈہ کر رہے ہیں اور شور شرابا برپا کیے ہوئے ہیں کہ محمد اشرف سیالوی چالیس سال بعد آپ ﷺ کے لیئے نبوّت و رسالت کا تحقق تسلیم کرتا ہے اور یہ سراسر بے ادبی گستاخی اور توہین و تحقیر ہے۔ وہ گستاخی کا مرتکب ہو کر دائرۂ اسلام اور حلقۂ ایمان سے بھی باہر چلا گیا اور اس نے سابقہ عقیدہ اور نظریہ ترک کر دیا ہے وہابیہ والا نظریہ اور عقیدہ اپنا لیا ہے (الیٰ) بندہ سنتا رہا اور صبر سے کام لیتے ہوئے انتظار کرتا رہا (الیٰ) الحاصل بندہ کا موجودہ جملہ مدعیان علم کے بارے میں یہ تأثر پختہ ہو گیا ہے حالانکہ بندہ ابھی زندہ موجود تھا ملاقات ہو سکتی تھی میرا اہلِ سنّت کے اہلِ علم سے یہ سوٴال ہے'' (ملخّصاً)۔

ملاحظہ ہو (تحقیقات صفحہ ۵، ۱۶، ۱۸، اشاعت اول۔ صفحہ ۵۴، ۵۵، ۵۷، اشاعت ثانی)۔

اگر تحقیقات موصوف کی تصنیف نہیں تو یہ خود کو ''محمد اشرف سیالوی''، ''بندہ سنتا، انتظار کرتا رہا''، بندہ ابھی زندہ تھا''، ''الحاصل بندہ کا'' اور میرا اہلِ سنّت کے اہلِ علم سے سوٴال ہے'' وغیرہ وغیرہ کون کہہ رہا ہے کوئی اور ہے تو موصوف اس کی تردید کرنے کی بجائے خاموش کیوں ہیں؟ بہر حال اس سے بھی ان کا تحقیقات کا مصنف ہونا روزِ روشن کی طرح کھل کر سامنے آ رہا ہے۔

دلیل نمبر ۱۵: بلکہ اسی (تحقیقات اشاعت ثانی) کے صفحہ ۵۲ پر اللہ بخش کمانگر کے حوالہ سے یہ بھی لکھا ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے بھی کتاب ہٰذا کو موصوف کی تصنیف قرار دیا ہے یعنی ان کی پوری کارگزاری دربارِ اقدس میں پہنچ چکی ہے جس کے وہ جواب دہ ہیں اور اس میں بری طرح پھنسے ہوئے ہیں۔ اگر وہ اس سے رجوع کرتے ہیں تو ان کے طور پر زیارتِ نبوی کے اس خواب کی تردید ہوتی ہے۔ رجوع نہیں کرتے تو حساب کا سامنا ہے۔ کمانگر موصوف کے لفظ ہیں وہ مولانا موصوف سے مخاطب ہیں کہ:

''آپ کی تازہ تصنیف تحقیقات پڑھ کر اس کے مفہوم کا اندازہ ہوگیا۔ تازہ تصنیف تحقیقات میں جس طرح آپ نے تحقیق فرمائی ہے اس کا شکریہ ادا ہی نہیں ہوسکتا دل نے کئی مرتبہ کہا مبارک باد دوں اسی کشمکش میں پرسوں اونگھ آ گئی۔ دیکھتا ہوں کہ سیّد عالم ﷺ مجھے کہہ رہے ہیں تم محمد اشرف سیالوی کی کتاب تحقیقات پر مبارک باد کیوں نہیں دیتے؟ لہٰذا آپ نبی رحمت ﷺ کی طرف سے بھی اور اس کے بعد اس گنہگار کی طرف سے بھی مبارک باد قبول فرمائیں۔ (ملخصاً) ملاحظہ ہو (تحقیقات صفحہ ۵۲' اشاعت ثانی)۔

الغرض حقائق و دلائل اور تحقیقات میں شائع کیے گئے اس خواب کے مطابق خود حضور سیّدِ عالم ﷺ کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ تحقیقات کے مصنف مولانا موصوف ہی ہیں ان کا بیٹا نہیں۔ اگر ان کے بیٹے کی تالیف بھی ہوتو اب یہ مولانا ہی کی ہے کیونکہ وہ ان کی سرپرستی میں اور ان کی رضا سے پروان چڑھی ہے اور انہی کے ایماء پر اسے منظر عام پر لایا گیا ہے۔ بیٹے کو اس کا ذمہ دار ٹھہرانے کا مقصد کتاب کے موقف کی تغلیط ہے جب کہ مولانا کم از کم مسئلہ کی حد تک اس کے حامی ہی نہیں بانی ہیں۔ پس اس تاویل کا کچھ فائدہ نہ ہوا اور اگر یہ مطلب ہو کہ وہ خود اس کے قائل نہیں ہیں پھر بھی وہ اس پر بیٹے کی وجہ سے خاموش ہیں (جو اگرچہ خلاف واقع ہے) تو اس کا نتیجہ بہت سخت ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ سرکار ﷺ پر بیٹے کو ترجیح دے رہے ہیں جو تقاضائے ایماں کے قطعاً منافی ہے جس کو سمجھنے کے لیۓ حضرت صدیق اکبر اور ان کے بیٹے کا بدر کے موقع والا قصہ مشعل راہ ہے۔

وقال تعالی ۔فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا۔

رہا یہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم سیالوی کو تحقیقات پر مبارک باد کیوں نہیں دیتے؟ تو اگر یہ خود ساختہ خواب نہیں ہے تو زیارت نبوی کا خواب غلط نہیں ہوسکتا' صحیح حدیث میں ہے فقد رانی ۔ بناءً علیہ کمانگر صاحب نے آپ ﷺ ہی کو دیکھا البتہ طرزِ کلام کو نہ سمجھ سکے۔ آپ نے تو یہ بات طنزیہ فرمائی جسے اس نے مولانا کے ساتھ اپنی اندھی محبت کے باعث آپ کا حکم سمجھا، دلیل یہ ہے کہ کتاب اور اس کے مصنف کا موقف قرآن وسنّت

اور عقیدہ سلف صالح کے خلاف ہے۔ نیز خواب دیکھنے والے کے متعلق اسی کتاب لکھا ہے ''محدثِ اعظم علیہ الرحمۃ کے ایک مرید صادق'' (صفحہ۵۲) جب کہ حضرت محدّثِ اعظم (حضرت مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ جو مولانا کے بھی حدیث شریف میں استاذ اور شیخ ہیں) اپنے قلم سے مشکوٰۃ شریف کے حاشیہ میں لکھ گئے ہیں کہ آپ ﷺ زمانۂ قبل تخلیقِ آدم علیہ السلام سے اعلانِ نبوّت تک کے تمام ادوار میں بلا انقطاع نبی رہے۔ چالیس سال کے بعد نبی بنے نہیں بلکہ اپنے نبی ہونے کو ظاہر فرمایا۔

پس مذکورہ الفاظ سے کتاب کی پسندیدگی والا معنٰی مراد نہیں ہوسکتا ورنہ یہ محدثِ اعظم کی تردید ہوجائے گی اور کمانگر کا سلسلہ منقطع شمار ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے مولانا کا نام محبت سے نہیں لیا بلکہ روکھا سوکھا نام لیا۔ پھر زیادہ دیر باریاب نہیں فرمایا بلکہ خود کمانگر کے لفظوں میں ''اتنا کہہ کر آپ میری آنکھوں سے اوجھل ہوگئے''۔ (صفحہ۵۲)۔ لہٰذا یہ فرمان ''نبی رحمت'' ہونے کے حوالہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفت جلال وغضب کے مظہر ہونے کے حوالہ سے ہوا جس کی عمدہ مثال زمانۂ ماضیٔ کے ایک شرابی کبابی شخص کا زیارتِ نبوی کا وہ خواب بھی ہے جس میں آپ ﷺ نے اس سے فرمایا تھا اشـــرب الـخـمـــر شراب پیو جیسا کہ حضرت شیخ محقق وغیرہم نے لکھا ہے تفصیل تقریظات کے جوابات کے باب میں آرہی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

الغرض ان دلائل وحقائق نیز بیان کردہ زیارتِ نبوی کے اس خواب کی رو سے تحقیقات کے مصنف مولانا اشرف صاحب خود ہی ہیں جو ان کے نامۂ اعمال میں درج ہوچکی اور دربارِ رسالت میں کٹھرے میں لٹکائی جاچکی ہے جس سے توبہ کیئے بغیر جان خلاصی ناممکن ہے۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

''تحقیقات'' مولانا کی تصنیف یا تالیف؟

کتاب لکھنے والا اگر کتاب میں اپنے خیالات کو لائے یا اس کے مندرجات اس کی ذاتی کاوش کا نتیجہ ہوں تو اسے ''تصنیف'' یا ''مصنّفہ'' اور اس جیسے دیگر الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر اس کی حیثیت ناقل کی ہو اور وہ محض دوسروں کی آراء وخیالات واقوال کا جامع ہو تو اسے ''تالیف'' یا ''مؤلّفہ'' وغیرہ کا نام دیا جاتا ہے۔

پیشِ نظر کتاب کا پورا نام کتاب پر اس طرح لکھا ہے:

''تحقیقات العلماء الکرام والائمۃ الاعلام فی نبوۃ سیّد الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام فی عالمی الارواح والاجسام''۔ ملاحظہ ہو (ٹائیٹل پیج نیز صفحہ۲ کتاب ہٰذا)

جب کہ مولانا کا نام اس پر بطور ''مصنف'' لکھا ہے:

''کتاب کے نام سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ انہوں نے اس میں محض علماء کی اس سلسلہ کی نقول

پر اکتفا کیا ہے اپنے خیالات کو پیش نہیں کیا۔ اس صورت میں ان کا نام بطور ''مؤلّف'' ہونا چاہیئے تھے جب کہ درحقیقت انہوں نے اس میں اپنا اختراعی نظریّہ ہی پیش کیا ہے جس کے مطابق عبارات کو زبردستی ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔ لہٰذا مصنف کے لفظ کا ہی موزوں ہونا ظاہر ہوا۔

اس سے عنوان اور معنی آپس میں متصادم ہو گئے ہیں۔ یعنی کتاب کا نام اس کی کیفیت کے خلاف ہے جب کہ اس کی کیفیت اس کے نام کے صحیح ہونے سے اباء کرتی ہے۔ تو اب کیا کہا جائے ''تصنیف یا تالیف''؟ یا ''نہ تصنیف نہ تالیف''؟

مولانا کے لفظوں میں ''بینوا فتو جروا'' (تحقیقات' صفحہ ۱۳۹)

جب کہ یہ بتانا ان کے مزید ذمہ ہو گیا ہے کہ اس مقام پر ان کی اس (''بینوا فتوجروا'' (کی'') ترکیب میں امر وجواب امر کے مابین ''ف'' کون سی اور کس بناء پر ہے اور اس کا ترجمہ کیا بنے گا جواب دیتے وقت یہ نصوص ضرور ملحوظ رہیں۔ ''تعالوا اندع''۔ تعالوا اتلُ'' (پ ۳' آل عمران ۶۱' بز پارہ ۸' الانعام ۱۰۱) نیز حدیث شفاعت میں ہے سل تعط واشفع تشفع)۔

نیز صحیح بخاری (جلد ا' صفحہ ۱۹۲' طبع کراچی) میں ہے: ''اشفعوا توجروا'' اعنی اس میں ''فتوجروا'' نہیں ہے کماقاله هذا الشيخ۔

کیا تحقیقات کی تالیف و تصنیف للّٰہیت کی بنیاد پر ہے؟

نہایت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ مولانا نے اپنی مطلب برآری کے لیئے لطائف الحیل سے بھی کام لیا ہے جس میں قطع وبرید تک شامل ہے اور خلافِ واقعہ بیان بھی اور اس میں انہوں نے ذرہ بھر بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی جس سے اس کی وضاحت ہوتی ہے کہ ان کی کتاب ہٰذا کی تالیف و تصنیف کے للّٰہیّت کی بنیاد پر ہونے کے دعویٰ میں کتنی صداقت ہے؟ بعض مثالیں حسبِ ذیل ہیں:

چنانچہ صفحہ ۲۰۴ پر اشعۃ اللمعات (جلد ۴' صفحہ ۴۹۹) سے شیخ محقق کی ایک عبارت کے الفاظ ''مراد اظہار نبوّت اوست ﷺ پیش از وجود عنصری وے در ملئکہ وارواح (الیٰ) بعضے از عرفاء گفتہ اند کہ روح شریف وے نبی بود در عالم ارواح کہ تربیت ارواح میکرد الخ'' کا کھینچا تانی سے یہ مطلب لیا کہ ''گویا نہ اس وقت آپ کا بالفعل نبی ہونا مراد ہے اور نہ محض علمِ الٰہی میں (الیٰ) اس وقت تشہیر و اشاعت مقصود ہے (الیٰ) گویا علماء ظاہر کا اس پر اجماع و اتفاق ہے اس لیئے اکثر یا بعض کا لفظ استعمال نہیں کیا لیکن عرفاء کا قول نقل کرتے ہوئے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سیدِ عالم ﷺ کی نبوۃ دائمہ مستمرہ کے خلاف تحریر کردہ رسوائے زمانہ کتاب "تحقیقات" کا علمی، تحقیقی، متین، مسکت مسقط اور ترکی بہ ترکی جواب

المعروف بہ

تنبیہات

بجواب

تحقیقات

جلد دوم

از قلم

پاسبانِ عظمتِ حبیبِ رحمان

مفتی عبد المجید خان سعیدی رضوی

بارک اللہ لہ وعلیہ وفیہ وکل مالہ

صدر شعبہ تدریس افتاء و مہتمم جامعہ غوث اعظم و جامعہ سعیدیہ و خطیب جامع مسجد نوری

رحیم یار خان سٹی (پنجاب، پاکستان)

قادریہ پبلشرز کراچی

نمبرا______ وما ارسلناك الا رحمة للعلمين نمبر۲______ آیت میثاق آل عمران و اذا اخذ الله الخ نمبر۳______ آیت میثاق احزاب و اذ اخذنا من النبیین میثاقهم و منك نمبر۴:_____ حدیث قدسی جعلتك اوّل النبیین فی الخلق و آخرهم فی البعث نمبر۵______ حدیث نبوی کنت اوّل النبیین فی الخلق و آخرهم فی البعث وفی روایة اول الناس نمبر۶______ حدیث نبوی کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد (وغیرہما) نمبر۷______ آیت کریمہ وللاخرة خیر لك من الاولیٰ اور لئن شکرتم لازیدنکم سے ثابت ہونے والا کلیہ

جب کہ اسی نظریہ پر خود موصوف بھی زندگی کے بیشتر حصہ میں رہے جسے انہوں نے چند سالوں سے تبدیل کیا ہے۔

پس اگر اسے درست نہ مانا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ زندگی کے بیشتر حصہ میں غیر نبی کو نبی مانتے رہے۔

لیکن جب صحیح یہی نظریہ ہے کہ آپ ﷺ اعلان تو اس کا واضح مفہوم یہ ہوا کہ موصوف نبی کو غیر نبی کہہ رہے ہیں۔

جب کہ غیر نبی کو نبی یا اس کے برعکس نبی کو غیر نبی قرار دینا دونوں غیر اسلامی نظریے ہیں۔

تنبیہ عیبہ:

لیکن مخفی نہ رہے کہ حضور اقدس ﷺ کی نبوت مقدسہ کی شان اولیت کے منکر کا جو حکم کتاب ہٰذا میں جہاں کہیں بھی مذکور ہے وہ لزومی ہے، التزامی نہیں کیونکہ التزام کے لیے جو امور درکار ہوتے ہیں یا شرائط ملحوظ ہوتی ہیں تادمِ تحریر ہٰذا ان میں کامیابی نہیں ہوسکی۔ نہ تو موصوف سے ہماری نشست ہو پائی اور نہ ہی ان کی ایسی تحریر مل سکی جسے قطعیت کے ساتھ ان کی تحریر قرار دیا جاسکے (والفرق بینهما معروف لا یخفی علی احد من خدام العلم) اور عدل و انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے قال تعالیٰ "اعدلوا هو اقرب للتقوٰی فلیحفظ لانه نافع کثیرا و مفید جدّا و قاطع لکثیر من الاشتباهات قطعاً فقط والحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی سیّد المرسلین نبینا و حبیبنا محمد و علی آله الطیبین و صحابته الطاهرین و اتباعه المکرمین و علینا معهم اجمعین الی یوم الدین۔

______ ◆◆◆ ______